قرآنی ادب میں مقصدیت کی تعلیم اور مغربی ادب

(تقابلی مطالعہ)

پروفیسر ڈاکٹر ایچ رشید احمد قاضی

پروفیسر محمد اقبال

جاہلی عربی ادب قدیم یونانی ادب کی طرح صنمیات و وثنیات میں ملوث تھا۔ لسانی عصبیت کی بناء پر غیر عرب عجم (گونگے) کے مترادف تھے۔ شاعری وثنی عقائد، یعنی دیوی دیوتاؤں، لات منات وعزیٰ کی توصیف اور شراب، جنسیات، ہزلیات وسحریات، سفلیات، بغاوت، وعداوت، انتقام، سلب ونہب، اغراق وغلو، مبالغہ نفاق اور کذب کو فروغ دینے میں مصروف تھی۔ شعروادب مقصدیت سے عاری محض حظ نفس اور التذاذ کا ذریعہ تھے۔ لامقصدیت کی وجہ سے شاعری حقیقی موعظت، پاکیزگی قلب ودماغ اور جذبہ تعمیر حیات سے عاری ہو چکی تھی۔ یہ ادبی روایات قرآن کریم کی تنقیدی زد میں اس طرح آئیں کہ عرب فصاحت و بلاغت سکتہ میں آ گئی۔ بوکھلاہٹ میں شعراء نے قرآن کریم کو کبھی پریشان خیالی کا مجموعہ قرار دیا اور کبھی رسول ﷺ کو کاہن، مجنوں اور ساحر شاعر کا خطاب دیا۔ بل قالو اضغاث احلام بل افتراہ بل ھو شاعر نیز وقال الکفرون ھذا ساحر کذاب(۱)

قرآن کریم نے جمالیات وسفلیات کی تفریق کی اور تعمیر حیات کے نظریہ کی توثیق بھی کی۔ صالح اور غیر صالح یا گمراہ شعراء کی طبقات بندی کے ذریعہ ادب صالح کا تصور پیدا کیا، تاکہ وہ لا مقصدیت سے پاک ہو اور پیام رساں بھی ہو۔ چونکہ اس کائنات کے پیچھے ایک مقصد ہے۔ اور یہی مقصد باعث حسن ہے ربنا ما خلقت ھذا باطلا (۲) س لئے ادب اور فن بھی مقصدیت کے بغیر نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم نے ﷺ وحی اور رسول کا پرزور دفاع کیا۔ صالح اور غیر صالح ہوس پرست اور حق پرست شعراء کی تفریق کر دی۔ چھ مختلف مقامات پر قرآن کریم نے شعروادب کی ماہیت کا متعین

کر کے رسالت وتنزیل یا وحی کے بلند مرتبہ کو اشکار کر دیا۔(۳) شعراگر کی طبقات بندی کر دی اور صالح وغیرہ صالح شعراء کے درمیان ایک حد فاصل قائم کیا۔لامقصدیت کے شکار گمراہ شعراء جو ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں،قول وفعل کے تضاد میں مبتلا ہیں۔منافقت کا شکار ھیں اور سفلی ادب کے فروغ میں سرگرداں ہیں۔ذکر الہیٰ سے غافل ھیں لائق اعتناء نہیں قرآن نے سفلی و غیر سلفی ادب کے درمیان فرق پیدا کر کے ہوس پرستی اور سفلیاتی ادب کو ادب عالیہ سے علیحدہ کر دیا۔اور صالح شعراء کا استثناء بھی کر دیا۔الا الذی ین امنو ا و عملو الصلحت کی آیت کریمہ کے ذریعہ ان شعراء کی توصیف فرمائی جوحق پرست تھے اور خدا ترس بھی۔قرآن کریم نے شعروادب کی نہ تو نفی کی نہ ہی سلبی تنقید کے ذریعہ اس کی اہمیت کو کم کیا۔(۴) اس امر کی بھی وضاحت کر دی گئی کہ شیاطین اور کاہن سفلی طبعیتوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔بدکار،جعل ساز جوتشی ،فال گیر اور عامل پر اترتے ہیں۔جن کا پیشہ کذب وافتراء اور غیب دانی کا دعویٰ کر کے روزی کمانا ہے۔وحی کلام الہیٰ ہے جو صرف رسول ﷺ پر نازل ہوتی ہے۔وہ پاک ومطہر ہے۔رسول اور ان کے ساتھی خداترس اور عابد ہیں۔ان کا ان بدکار شاعروں سے نہ کوئی تعلق ہے نہ ہی کوئی نسبت۔ رسول ﷺ اور صحابہؓ ایک مقصد کے لئے قربانی دیتے ہیں۔ان کے سامنے ایک متعین منزل ہے ،قول وفعل میں تضاد نہیں۔ان کے برخلاف عرب شعراء اور ان کے پیرو محض عشق بازی،شراب نوشی میں مبتلا ہیں۔اور شہوانیت،ہزلیات اور سحریات کے مریض ہیں۔ان میں اور ارواح قدسیہ میں کوئی مناسبت نہیں۔قرآن کریم نے دیگر مقامات پر رسول ﷺ اور وحی کا پرزور دفاع کیا اور وحی کو شاعری کے زمرہ سے علیحدہ کیا۔(۵) سورۃ انبیاء میں کفار مکہ اور شعراء جاہلی کے الزامات کی تردید کی ،جو قرآن کریم کو اضغاث احلام یا افتراء وکذب قرار دے رہے تھے (۶) سورہ یسین میں واضح کر دیا کہ وحی اور شعرا میں کوئی نسبت نہیں ایک حق ہے دوسرا ناحق سورۃ الصفت / (۷) میں رسول ﷺ کریم کا پرزور دفاع کیا گیا،۔کفار رسول ﷺ پر مجنوں شاعر ہونے کا الزام لگا رہے تھے اور ان کی اتباع میں اپنے آباؤ اجداد کے معبودوں کو ترک کرنے کے لئے آمادہ نہ تھے

۔(۸) سورۃ الطور میں اعلان کر دیا گیا کہ رسول ﷺ نہ تو کاہن ہیں نہ ہی مجنوں نہ ہی انھوں نے قرآن کو گھڑا ہے یہ اللہ کا کلام ہے اگر مشرکین اپنے دعوی میں سچے ہیں تو وہ قرآن کے مثل ایک چھوٹی سی آیت پیش کریں۔ یہ ایک کھلا چیلنج تھا۔ اس نے عرب کی لسانی طاقت وخطابت کو سکتہ میں ڈال دیا۔ سورۃ الحاقہ (۹) میں وحی کا پرزور دفاع کیا گیا۔ قرآن رب جلیل کی طرف سے وحی وتنزیلہے ۔کلام الہیٰ ہے کسی شاعر یا کاہن کا کلام نہیں۔ یہ اللہ کا بھیجا ہوا سچا کلام ہے۔

ان آیات کریمہ نے جمالیات، الٰہیات واخلاقیات، روحانیات اور قدسیات اور سفلیات کے درمیان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک خط امتیاز قائم کر دیا۔ سفلیات و جمالیات کا تصادم محض مشرقی یا اسلامی ادبیات میں نہیں، مغربی ادبیات میں بھی یہ تصادم عیاں ہے۔

مغربی ادبیات و جمالیات کا مقصد:

مابعدالطبیعیاتی مسائل مشرق ومغرب دونوں کے مشترکہ مسائل رہے ہیں۔ فلاسفہ نے ان مسائل پر صدیوں غور وفکر کیا۔ بعض نے ماوراء کا انکار کر کے زمان ومکان کو قدیم اور میکانکی قرار دے دیا اور بعض نے بعدالبیعیاتی نظام کا اقرار کیا اور ذات الہیٰ کو حسن کا منبع ومبداء تصور کیا اور اپنے ادبیات و جمالیات کی اساس انھیں ستونوں پر قائم کی۔ قدیم یونانی فلاسفہ میں (۴۶۹ا۱۳۹۹ ق م) افلاطون)(۴۲۷۔۳۴۷ ق م) اور ارسطور (۳۸۴۔۳۲۲ ق م) سب ماوراء کے قائل تھے انھوں نے ذات الہٰی کو حسن حقیقی کا منبع قرار دیا۔ اگرچہ ذات الہٰی کی ذات وصفات کا واضح تصور نہ تھا۔ یہ تصور وحی کے بغیر ممکن بھی نہ تھا۔ سقراط نے جمالیات پر کوئی مبسوط تالیف نہیں چھوڑی، اس کے افکار، اس کے شاگرد افلاطون کے ذریعہ منظر پر آئے۔ اس کے خیال میں پیکر تخلیق میں مناسب ہم آہنگی ضروری ہے۔ حسن ذات الہٰی کا مظہر ہے اور حسن وفن میں فرق ہے۔ حسن اصل اور حقیقی ہے۔ جبکہ فن فرعی ہے اور غیر حقیقی بھی۔ روح غیر فانی ہے اور زمان ومکان کے قیود سے ماوراء ہے۔ اسکی نظر میں ذات سراپا خیر اور حسن مطلق کا مظہر بھی ہے۔ کائنات کی ہر وہ شے حسن وخوبصورت ہے جو اپنی صورت میں ازلی سے مماثلت ومشابہت رکھتی ہے۔ افلاطون کے خیالات بھی استاذ سے قریب ہیں۔ ماوراء حسن مطلق

کی جلوہ گاہ ہے اور اسی کا

اور اک وعرفان علم وحکمت کی معراج بھی ہے۔ اپنی تالیف مابعد الطبیعیاتی نظریہ تصوریت (عینیت) میں اس نے اپنے نظریہ فن اور فلسفہ جمالیات کی وضاحت کی ہے۔ اس کے خیال میں اس زمان ومکان کے ماوراء ازلی اور غیر فانی تصورات یا امثال کا ایک حقیقی عالم ہے۔ اور یہ کائنات انھیں ازلی تصورات کے ناقص مظاہرہ کی جلوہ گاہ ہے۔ چونکہ اس عالم اور اس کی اشیاء کا حسن اصل کی نقل ہے اس لئے یہ حسن مجازی ہے، حقیقی نہیں۔ یہ محض حقیقت کا ظل (پرتو) ہے۔ فن چونکہ اصل کی نقل ہے اس لئے وہ حقیقی نہیں ہوسکتا ہے۔ وہ سلبی قدروں کا حامل ہے۔ فن پارے مقصود حیات نہیں بن سکتے۔ شعراء فنکار اور مصور سب نقال ہیں ماوراء کے حقیقی تصورات کی نقل اتارتے ہیں۔ حقیقت سے تین درجہ دور ہیں۔ افلاطون فن برائے زندگی کا قائل تھا۔ اس کے خیال میں فن کی عظمت اخلاقیات پر مبنی ہے۔ دونوں جزو لاینفک ہیں۔ فن فنکار کے افکار وعقائد کا مظہر ہے۔

ارسطو نے فلسفہ جمالیات میں نئی تبدیلیاں پیدا کیں۔ فن کو اخلاقیات یا اخلاقی مقاصد کی اشاعت سے علیحدہ اور آزاد کردیا۔ اور فن برائے فن، حظ والتذاذ کا فلسفہ پیش کیا۔ اپنی تالیف اخلاقیات اور فن الشعر ابوطیقا۔ Poetics میں اس نے اپنے نظریات کی وضاحت کی۔ اس کے خیال میں فن نقالی ایک قدیم جذبہ ہے۔ یہ تخلیقی صلاحیت کا سرچشمہ ہے۔ نقالی بری شے نہیں، وہ محض تخلیق مکرر ہے۔ نقل کے ذریعہ اور فنکار اصل کی بدصورتی اور قبح کو بھی دور کرسکتا ہے فن کی نقالی سے بدصورت شئی بھی خوبصورت بنائی جاسکتی ہے۔ اور اس کے خیال میں حسن نیکی اور خیر ہے۔ اور نیکی مسرت انگیز ہوتی ہے۔ نقالی (Mimicvy) کا نظریہ افلاطون اور ارسطو دونوں کے ہاں قدر مشترک ہے۔ فرق یہ ہے کہ ارسطو نقالی کو تخلیق مکرر قرار دیتا ہے۔ جبکہ افلاطون محض نقالی تصور کرتا ہے۔ مغربی ادبی نظریات پر ارسطو کے فلسفہ جمالیات کا گہرا اثر پڑا۔ نظریہ ادب برائے ادب اور ادب برائے زندگی کے درمیان یہی قدیم تصادم ہنوز جاری ہے۔ یہی تصادم اب

مشرقی ادبیات و جمالیات میں بھی سرایت کر چکا ہے۔

مما لک اسلامیہ کے ادبیات پر بھی ان نظریات کے گہرے چھاپ پائے جاتے ہیں۔ الحادی یا سیکولر نظام حیات میں خاص کر مارکسی نظریہ ادب وحیات میں ماوراء کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ اس ادب کی بنیاد روٹی پیٹ کے مطالبات پر قائم کی گئی جو آداب عالیہ کی ضد تھی، اسی لیئے اس کا عرصہ حیات محض ستر سالوں کے اندر تنگ ہو گیا۔ مارکسی ادبی نظریات تاریخ کے صفحات پر ایک بوجھ ہیں۔

مسلم مما لک کے ادباء و شعراء جس قدر جلد اس مارکسی آسیب کے اثرات سے باہر نکل آئیں بہتر ہے۔ آسیب تو مر چکا ہے اس کے اثرات ھنوز باقی ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سورہ ص/۴

۲۔ القرآن

۳۔ سورہ الشعراء/ ۲۲۴

۴۔ سورہ الشعراء / ۲۲۳

۵۔ سورہ انبیاء/۵

۶۔ سورہ یسین/۶۹

۷۔ سورہ الصفت/۳۶

۸۔ سورہ الطّور/ ۳۰

۹۔ سورہ الحاقہ/ ۱۴

۱۰۔ اندوی سید حبیب الحق قرآن کا جمالیاتی تصور عربی ڈپارٹمنٹ ڈربن یونیورسٹی ساؤتھ افریقہ ۱۹۹۹ء ص/۲۰

✿✿✿

✿

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کی قرآنی خدمات

مصنف

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(زیر طبع)

جہاد اور دہشت گردی کا فرق سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں

مصنف

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(زیر طبع)